طلبہ کرام کی خدمت میں

مولانا نازر محمد

تمام مدارس دینیہ میں تعلیمی سال شروع ہو چکا ہے، علم کے راہی اور طالب کچھ تو ایسے ہیں جو ایک عرصہ سے مقیم ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو جدید ہیں اور اسی سال مدرسہ تشریف لائے ہیں۔ نہ صرف یہ تمام طلباء کرام قابل صد مبارک باد ہیں بلکہ ان کے والدین بھی لائق تحسین وصد مبارک باد ہیں۔ طلبہ کرام (خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید) کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنی کسی درسی کتاب کا ورق نہیں، بلکہ اپنی کتاب زندگی کا نیا ورق پلٹ رہے ہیں، اس لیے مدرسہ میں رہ کر اچھا اور کامیاب بننے کی کوشش کرنی چاہیے، قیمتی سے قیمتی بننے کی محنت کرنی چاہیے۔ کامیاب اور قیمتی بننا انسان کی فطرت بھی ہے' اور اگر یہ جذبہ انسان کے اندر نہیں تو وہ حیوان اور جانور ہے۔ اسی جذبہ کے تحت انسان وہاں تک پہنچ گیا جہاں تک فرشتے نہیں پہنچ سکے۔

کامیاب اور قیمتی بننے کے لیے اکابر کے ارشادات کی روشنی میں کچھ مفید باتیں طلبہ علوم نبوت کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں :

☆ **پہلی بات** یہ ہے کہ اپنے آپ کو پہچانیں، اپنے مقام اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کیجیے، آپ دراصل وارثین انبیاء اور نائبین انبیاء ہیں' رسول ﷺ کو اللہ کی طرف سے جو علم وحی کے ذریعے ملا تھا، اپنی صلاحیت اور استطاعت کے مطابق اس کو حاصل کیا جائے اور آپ کی خصوصی نیابت کا حق ادا کیا جائے' یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ طلبہ کرام اور علماء کرام کا اصل مقام اور منصب یہی ہے اور ہمارے ان مدرسوں کی اصل غرض بھی یہی ہے، مدرسہ اور طلبہ کا سب سے شاندار اور جاندار تعارف مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے اپنے الفاظ میں کچھ اس طرح کیا ہے:

> ''میں مدرسہ کو ہر ادارہ سے بڑھ کر مستحکم، طاقت ور، زندگی کی صلاحیت رکھنے والا اور حرکت ونمو سے لبریز سمجھتا ہوں۔ اس کا ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے دوسرا اس زندگی سے۔ وہ نبوت محمدی کے چشمۂ حیوان سے پانی پی لیتا ہے اور زندگی کی ان کشت زاروں میں ڈالتا ہے، وہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں اور انسانیت مرجھانے لگے''۔

طلبہ علوم نبوت کے لیے خودشناسی اور خودداری حد از ضروری ہے۔ کسی بھی طالب علم کو احساس کم تری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر انبیاء کے نائبین اور علوم نبوت کے حاملین کو اپنی کم تری اور حقارت کا احساس ہو تو اس کا مطلب یہ

ہے کہ وہ نبوت کے مقام سے نا آشنا اور یقین سے خالی ہے۔ یاد رکھیے جو خود اپنی نگاہ میں ذلیل ہو جائے اس کو کوئی باعزت نہیں بنا سکتا۔ شاعر نے اسی حقیقت کو اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

ونفسك أكرمها فإنك إن تهن

عليك فلن تلقىٰ من الناس مكرما

آپ اگر یہ نیت اور فیصلہ کر لیں کہ ہم اللہ کی نذر اور اس کے دین کے لیے وقف ہیں اور ہم اللہ کے لیے اور دین کی خدمت کے لیے رسول ﷺ کا لایا ہوا علم سیکھیں گے اور دین کی اشاعت کریں گے، ہماری زندگی کا مقصد بس یہی ہوگا اسی کے لیے ہمارا جینا مرنا ہوگا تو اس سے ایک بڑی تبدیلی پیدا ہوگی اور آپ کبھی بھی اس احساس کم تری میں مبتلا نہیں ہوں گے جس میں ہمارے مدارس کے بہت سے طلبہ بلکہ بدقسمتی سے بعض علماء تک گرفتار ہیں۔

☆ دوسری چیز اخلاص ہے، اگر آپ کسی بڑے سے بڑے بزرگ کی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو ان کی زندگی کی تعمیر میں اخلاص کو اہم عامل پائیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان کی ہر چیز کو اخلاص نے دوام بخشا ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جو نیک کام بھی کیا جائے اس کا محرک کوئی دنیاوی غرض نہ ہو اور نہ اس کا مقصود ریا و نمائش، جلب منفعت، طلب شہرت یا طلب معاوضہ وغیرہ ہو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور خوشنودی ہو۔ کوئی بظاہر نیکی کا کتنا ہی بڑا کام کرے لیکن اگر اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصد اس کام سے کوئی ذاتی غرض یا محض دکھاوا اور نمائش تھا تو اس کی قدر و قیمت فوراً نگاہوں سے گر جائے گی اس لیے ضروری ہے کہ علم دین پڑھتے وقت آپ اپنی نیت کو ہر غیر مخلصانہ غرض و غایت سے بالا اور ہر دنیاوی مزدوری اور اجرت سے پاک رکھیں اور ذہنوں کی پوری صفائی کے ساتھ سوچ کر اور نیت کر کے اس راستہ کو اپنائیں، پھر آپ اس نیت اور فیصلہ کی تجدید بھی وقتاً فوقتاً کرتے رہیں بلکہ روزانہ ایک وظیفہ کے طور پر اس کا مراقبہ کیا کریں کہ میں نے اپنے آپ کو اللہ کی نذر کر دیا ہے اور علم دین اور خدمت دین کے لیے وقف کر دیا ہے۔

☆ تیسری بات یہ ہے کہ یہ علوم نبوت اور علم دین کی توفیق اسی کو حاصل ہوتی ہے جو قدر کے ساتھ اس کے لیے وہ محنت کرے جو اس کا حق ہے۔ یہ علم انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ میراث ہے جس کے لیے سچے عاشقوں کی سی لگن، محنت اور قربانی ہونی چاہیے۔ آپ کے اندر یہ عاشقانہ کیفیت اور لگن جب ہی پیدا ہوگی جب آپ کو اس کا پورا شعور و احساس ہوگا کہ آپ کتنی بڑی دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھیے! کوئی مدرسہ اور کوئی کتب خانہ انسان کو نہیں بناتا، انسان خود اپنی قوت بازو سے، اپنی محنت اور کاوش سے بنتا ہے۔ مدرسہ سے ضابطہ کی جو سند (سرٹیفکیٹ) آپ کو ملتی ہے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، وہ علم حاصل کیجیے جس کے بعد آپ خود سند بن جائیں اور اس کا راستہ یہی ہے کہ اپنے کو عاشقوں کی طرح تحصیل میں جھونک دیں۔

☆ چوتھی بات یہ ہے کہ یہ علم دین جو رسول ﷺ کا خاص ورثہ اور ترکہ ہے صرف محنت اور کاوش سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے محنت اور ریاضت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق اور تقویٰ بھی شرط ہے اس لیے

آپ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ سے تعلق والی اور تقویٰ والی زندگی بنائیے۔ ہر راہ کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور اس علم دین کی راہ کے تقاضے یہ ہیں کہ فرائض کی پابندی کی جائے، نمازوں میں مستعدی ہو، جماعت کے وقت سے پہلے مسجد میں حاضری ہو، نوافل، تلاوت اور دعا کا ذوق پیدا کرنا چاہیے' لیکن یہ بات خود آپ کے سوچنے کی ہے کہ کیا آپ کی نماز اور تلاوت ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ تفسیر اور حدیث پڑھنے والے طلبہ کی ہونی چاہیے۔ اگر ایسا ہی ہے تو بہت مبارک ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اپنی اصلاح کی فکر کریں۔ جس وقت نماز کے لیے کھڑے ہوں یا تلاوت میں مشغول ہوں تو " انــــــه يناجي ربه " کی کیفیت کے ساتھ رہیں۔

اخلاق کی درستگی بھی ضروری ہے، تمہارے اندر صبر، زہد و استغناء کی صفات ہونی چاہییں۔ وسائل علم (آنکھ، کان، دل و دماغ) کی تطہیر بھی ناگزیر ہے۔ بدنظری، ہر غلط بات سننے اور غلط تصورات اور خیالات سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر گناہ سرزد ہو جائے فوراً توبہ و استغفار سچے دل سے کیجیے۔

☆ پانچویں بات یہ ہے کہ بہت سے طلبہ اس طرح سوچتے ہیں' یا شیطان ان کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ ابھی عمر ہی کیا ہے، یہی تو ہمارے کھیلنے کودنے اور دنیا کے مزے چکھنے کے دن ہیں، ابھی تو طالب علمی ہے، آگے چل کر ہم بھی اپنے بزرگوں والی زندگی اختیار کرلیں گے۔ آپ خود ہی سوچیں کہ یہ آپ کا اپنے اوپر کتنا بڑا ظلم ہے کیونکہ بڑھاپے میں تو بھیڑیا بھی توبہ کرکے تسبیح ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ سات اللہ کے بندے وہ ہیں جو قیامت کے دن جب اللہ کے سایۂ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا وہ اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔ ان میں ایک " شاب نشأ في عبادة الله " یعنی وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری میں بڑھا اور پروان چڑھا ہوگا یعنی جس نے شروع ہی سے عبادت اور تقوی والی زندگی اختیار کرلی۔ اس حدیث کی روشنی میں اپنے کو ایسا بنانے کا فیصلہ کرلیجیے اور عرش الٰہی کے سایہ کا استحقاق بھی حاصل کرلیجیے۔

☆ چھٹی بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اوصاف میں سب سے زیادہ غالب وصف دعا اور اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے۔ دنیا میں کسی نے اللہ سے اتنا نہیں مانگا جتنا آپ ﷺ نے مانگا اس لیے طلبۂ کرام ان دعاؤں سے خاص مناسبت پیدا کریں۔ لیکن یہ یاد رکھیے کہ دعا اگر دل سے نہ ہو، بس زبان ہی بول رہی ہو اور ہاتھ اٹھے ہوئے ہوں تو وہ دعا تو وہ دعا نہیں ہے، دعا صرف وہی ہے جو دل سے ہو۔ آپ ابھی سے اس کی عادت ڈالیے کہ آپ کی دعا اصلی دعا اور حقیقی دعا ہو۔ دعا میں اللہ تعالیٰ سے ایمان کی حقیقت، علم و معرفت، نماز کی حقیقت اور تقویٰ مانگیے' نیز اللہ کے دین کی خدمت کی توفیق بھی مانگیے۔ تنہائیوں میں رو رو کے اور تڑپ تڑپ کر مانگیے، پھر دیکھیے اللہ تعالیٰ کا کیسا فضل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆